جناب عبدالرشید عراقی

اسلام اور رواداری

اسلام میں انسانی رواداری کی جو روح کارفرما ہے، کوئی صاحبِ عقل وبصیرت اس سے انکار نہیں کرسکتا - یہ رواداری عام انسانوں کے لئے ہے، اس میں کسی ایک قوم یا دین کی تخصیص نہیں- اس کا اندازہ ہمیں دعوتِ اسلامی کی حقیقت سے ہوسکتا ہے کہ داعیِ حق کس بے لوثی کے ساتھ ہدایتِ انسانی کا فرض انجام دیتا ہے اور روئے زمین سے بغض وعناد، ظلم وضلالت اور شر وفساد کی جڑیں کاٹتا ہے - اور جب وہ ایسا قدم اٹھاتا ہے تو اس کے پیشِ نظر کسی قوم پر اپنا اقتدار جمانا نہیں ہوتا - اور نہ اس کے سینے میں کسی قوم یا مذہب کی طرف سے کوئی بغض وعناد اور عداوت ہی ہوتی ہے -

اسلام کی یہی روح اور غرض وغایت ہے جو دنیا میں امن وامان قائم کرسکتی ہے اور قوموں میں ہم آہنگی، یگانگت، باہمی رواداری، محبت اور ہمدردی پیدا کرسکتی ہے - باہمی حسد، طبقاتی جنگ اور تعصب سے زندگی اور فضا کو پاک وصاف بنا سکتی ہے-

انسانی رواداری کی یہ روح اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں واضح طور پر بیان ہے:

"اے انسانو، ہم نے تم کو نر ومادہ سے پیدا کیا ہے اور تم کو قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو" (الحجرات)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"لوگوں سے انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ بات کرو، ان میں سے ان لوگوں کے سوا جو ظالم ہیں، کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اس پر جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے اور ہمارا تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اس کے مطیع وفرمانبردار ہیں" (العنکبوت)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے

اور ہم لوگ آپ کے اتباع میں کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تو ایک یہودی کا جنازہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا "کیا وہ انسان نہ تھا؟ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ!"

خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک اندھے گداگر کو بھیک مانگتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایک یہودی ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا "تم نے یہ پیشہ کیوں اختیار کیا؟" اس نے جواب دیا:

"جزیہ، ضرورت، بڑھاپا!"

اس پر آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر لائے اور اس وقت کی ضرورت کے مطابق اس کو کچھ عطا کیا۔ پھر بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بے مثال اور دلنواز الفاظ ادا فرمائے جو کسی بھی انسانی معاشرے میں ایک زریں اصول کی حیثیت رکھتے ہیں:

"خدا کی قسم، یہ کوئی انصاف کی بات نہیں کہ ہم نے اس کی جوانی سے تو فائدہ اٹھایا اور بڑھاپے میں اس کو اس طرح رسوائی کے حوالے کر دیں۔ صدقات فقراء اور مساکین کا حصہ ہیں اور یہ اہل کتاب میں سے ایک مسکین ہے!"

رواداری اور انسانی ہمدردی کا یہی وہ وصف ہے جس نے اقوامِ عالم کو اسلام کے قریب کیا اور یہ نہایت تیزی کے ساتھ روئے زمین پر پھیل گیا۔ غیر مسلم اس وقت کے مذہبی تعصب سے بھاگ کر رواداری، انصاف پروری اور مساوات کی امید میں اسلام کے گوشۂ عافیت میں پناہ لیتے تھے۔ سر ڈبلیو آرنلڈ اپنی کتاب "دعوتِ اسلام" میں رقمطراز ہے:

"گیارھویں صدی کے وسط میں انطاکیہ کے لاٹ پادری نجائیل اعظم کو اس کا موقع ملا کہ وہ اپنی تحریروں میں ان واقعات کی مدح سرائی کر سکے جو اس کے دینی بھائیوں نے قلمبند کیے تھے۔ پانچ سو سال تک مشرقی کلیساؤں کو اسلامی نظام کے تحت رہ کر اس کو آزمانے کا موقع ملا۔ جس پر غور و فکر کے بعد اس کو عربی فتوحات میں اللہ کا ہاتھ کار فرما نظر آیا۔"

آگے چل کر لکھتا ہے:

"عربی فتوحات کا اصلی سبب یہ ہے کہ جب خدائے قدوس نے جو تنہا قوت و جبروت کا مالک ہے، رومیوں کے ظلم و تباہ کاری کو دیکھا، جنہوں نے قوت و طاقت کے نشہ میں اپنے تمام مقبوضات میں ہمارے گرجاؤں کو لوٹا، ہماری تمام عبادت گاہوں کو برزور

چھین لیا، ہمیں دردناک سزائیں دیں۔ ۔ تو اس نے اولادِ اسمٰعیلؑ کو، ہمیں رومیوں سے بچانے کے لئے بھیجا۔ عربوں کی آمد کے بعد ہم نے ظلم و ستم سے نجات پائی اور امن و سلامتی کی سانس لی"!

ایک دوسرا تاریخی واقعہ ملاحظہ ہو، جس میں انسانی ہمدردی کی ایک واضح اور بیّن مثال موجود ہے کہ جب اسلامی لشکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کی زیرِ قیادت وادی اردن میں پہنچا اور سپہ سالارِ اعظم نے اپنی فوجوں کو فحل کے مقام پر ڈیرہ ڈالنے کا حکم دیا تو اس شہر کے عیسائیوں نے ان کو لکھا:

"مسلمانو! آپ ہمیں رومیوں سے زیادہ محبوب ہیں اگرچہ وہ ہمارے ہم مذہب تھے۔ لیکن آپ ہمارے ساتھ ان کی نسبت زیادہ خوش معاملہ اور مہربان ہیں۔ آپ ہم پر ظلم روا نہیں رکھتے اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ حکومت کرتے ہیں"!

چنانچہ حمص کے باشندوں نے ہرقل کے لشکر کو روکنے کیلئے شہر کے دروازے بند کر دیئے اور مسلمانوں کو اطلاع دی کہ انہیں مسلمانوں کی حکومت، یونانیوں کے ظلم و ستم سے زیادہ پسند ہے۔

ایک عیسائی مؤرخ گب، اپنی کتاب "جہاں بھی اسلام ہوگا" میں لکھتا ہے:

"اسلام آج بھی انسانیت کی اہم اور بلند خدمات انجام دے سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے سوا ہمیں کوئی عقیدہ و نظام ایسا نظر نہیں آتا جو باہم برسرِ پیکار انسانی ٹکڑیوں کو ایک ایسے مرکز پر جمع کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کر سکے جس کی بنیاد مساوات پر ہو۔ افریقہ، ہندوستان انڈونیشیا کا عظیم تر اسلامی مجموعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اسلام کو اب تک وہ قدرت حاصل ہے جو ان مختلف اقوام اور متفرق طبقات کو مکمل طور پر اپنے قابو میں رکھ سکتی ہے۔ لہٰذا مشرق و مغرب کی عظیم تر سلطنتوں کی باہمی چپقلش اور بغض و عداوت کو مٹانے کیلئے اسلام ایک ضروری امر ہے"!

انسانی رواداری قیامِ امن کا ایک زبردست عنصر ہے اور اس سے وہ تہذیب بے بہرہ ہے جو آج دنیا پر چاروں طرف پھیلی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ آج غیر اسلامی تعصب نے انسانیت کو تباہی کے گڑھے پر لا کھڑا کیا ہے۔ یہ تہذیب انسانی رواداری حقیقی انصاف اور سچی ہمدردی سے بالکل خالی ہے۔ یہ اپنے جلو میں اقتصادی اور غیر اقتصادی کینوں اور عداوتوں کا لشکر لئے چل رہی ہے جس کے نتیجے میں انسانی زندگی سخت خطرات میں محصور ہو گئی ہے۔ قومیں ایک دائمی اندیشہ اور ابدی اضطراب میں مبتلا ہو گئی ہیں اور انسانی زندگی اعصابی دباؤ اور مصیبت کا شکار ہو کر رہ گئی ہے — اس تہذیب نے روحانیت تاریک اور

(بقیہ بر صفحہ ۱۹)